بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث
دہلی

جلد ۴	ماہ مارچ ۱۹۳۷ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۵۵ ہجری	نمبر ۱۱

غیب کا علم اللہ ہی کو ہے

(از مولوی عبید اللہ صاحب ٹونکی رحمانی)

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (انعام) ترجمہ- اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا- اور جو کچھ خشکی وتری میں ہے اس کو بھی وہی جانتا ہے اور کوئی پتہ تک درختوں سے نہیں گرنے پاتا مگر وہ اسے معلوم رہتا ہے اور زمین کے اندھیریوں میں جو دانہ ہو اور دنیا کی تر وخشک چیزیں سب ہی تو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں-

ناظرین! علم غیب کا مسئلہ ایک قدیم اور طے شدہ مسئلہ ہے لیکن پھر بھی آجکل کے بعض کجرو اس کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں- ابھی کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے میرے سامنے اسکے خلاف چند دلیلیں دیں اور نہایت پرزور لہجہ میں فرمانے لگے کہ غیب کا علم خدا کے علاوہ اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو بھی ہوتا ہے- میں نے ان کو جو جوابات دیئے وہ ناظرین محدث کے لئے قلم بند کئے دیتا ہوں تاکہ وہ خود حق وباطل کا مقابلہ کریں اور ایک نتیجہ پر پہنچ کر اپنے کو یا دوسروں کو غلط فہمی میں مبتلا ہونے سے باز رکھیں وباللہ التوفیق-

علم غیب سے مراد اس امر خفی کا معلوم کرنا ہے جو حس اور بداہتِ عقل سے مدرک نہ ہو سکے اور نہ اس کو کسی نے بتایا ہو- اور نہ اس پر کوئی دلیل وعلامت قائم ہوئی ہو- یہ علم سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہے- انبیا

علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو اس قسم کا علم نہیں جو خود بخود بغیر کسی علامت یا دلالت کے یا بغیر کسی بتانیوالے کے معلوم ہو گیا ہو۔ بیضاوی میں یومنون بالغیب کی تفسیر میں لکھا ہے کہ والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس و لا تقتضیہ بداھتہ العقل۔ یعنی غیب سے مراد وہ امر خفی ہے جس کا ادراک نہ حس سے ہو سکے اور نہ بداھتہ عقل اس کی مقتضی ہو اور تفسیر مدارک میں زیر آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ مرقوم ہے والغیب مالم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق یعنی غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ اس پر مخلوق کو اطلاع ہو اس لئے جو لوگ اپنی عقل سے آثار کو دیکھکر ایک پوشیدہ چیز کے متعلق پیش گوئی کر دیتے ہیں وہ علم غیب نہیں کھلائیگا کیونکہ غیب سے جاننے اور عقل سے معلوم کرنے میں بہت بڑا فرق ہے غیب وہ ہے جو بغیر دلیل وعلامت کے معلوم ہو اور فہم و فراست سے معلوم کرنا یہ ہے کہ باطن میں کسی چیز کے معلوم کرنے پر کوئی دلیل وعلامت ہو اور اس سے اسکو دریافت کیا جائے جیسا کہ مولانا بالا مفسرین کے اقوال سے معلوم ہوا۔ پس واضح ہو گیا کہ جو علم بغیر کسی سبب کے حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے باقی رہا انبیاء اور اولیاء بھی باطنی اور چھپے ہوئے امور کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے ہیں تو وہ سب وحی والہام یا معجزہ وکرامت پر مبنی ہوتے ہیں جو بلاشبہ اسباب میں داخل ہیں اسباب بھی ایسے جو ان کے اختیار میں نہیں ہیں جیسا کہ وحی کے بارے میں ارشاد باری ہے وما نتنزل الا بامر ربک ہم (فرشتے) تیرے رب کے حکم کے بغیر دنیا میں نہیں اترتے۔ اسی طرح معجزہ کے متعلق فرمایا وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ۔ یعنی کسی رسول کی مجال نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ دکھائے۔ اس عمومیت میں آنحضورؐ بھی شامل ہیں اگر آپ نے وحی اور الہام کے ذریعہ بعض باتوں کو معلوم کر لیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ علم ما کان اور ما یکون بھی رکھتے تھے کیونکہ خدا کے بتا دینے کے بعد کسی چیز کے علم کو بھی غیب سے متعلق نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے یہ توجیہ بھی غلط ہے کہ نبی یا ولی خود بخود غیب نہیں جانتے بلکہ خدا ان کو اس پر مطلع کر دیتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ سب جزوی وکلی امور کو جانتے ہیں۔ نیز اسلئے بھی آیت انما الغیب للہ سے ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب خدا ہی کا خاصہ ہے اور خاصہ وہی ہوا کرتا ہے جو ایک میں پایا جائے۔ دوسرے میں نہ ہو اسلئے خدا کے علاوہ کسی دوسرے میں علم غیب کا پایا جانا ایک محال چیز ہے جیسا کہ سر مضمون کی آیت اس کی شہادت دے رہی ہے اور اسی قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جو صاف بتا رہی ہیں کہ علم غیب خدا کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔ مثال کے طور پر چند آیتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی (اعراف) اے محمدؐ تم سے لوگ قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب قائم ہوگی تو تم ان کو جواب دیدو کہ اس کا علم سوائے میرے پروردگار کے اور کسی کو نہیں ہے۔

(۲) للہ غیب السموات والارض۔ آسمان اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں ان کا علم اللہ ہی کو ہے۔

(۳) قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (نمل) کہو کہ جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور زمین میں ہے ان میں سے غیب کی بات سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

ان آیات کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو دیکھئے جن کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے تو ان سے بھی یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ نبیوں کو علم غیب نہیں تھا چہ جائیکہ پیروں اور ولیوں کو ہو جائے۔ آدم علیہ السلام کو خبر ہوتی کہ دانہ کھانے سے

جنت سے باہر نکالے جائیں گے اور سخت ندامت و گریہ زاری کے بعد توبہ قبول ہوئی تو کیوں ایسا کرتے۔ حضرت ابراہیمؑ کو دیکھیے خدا ان کے پاس فرشتے بھیجتا ہے پہلے تو وہ ان سے خوف زدہ ہوتے ہیں پھر انسان سمجھ کر بھنے ہوئے بچھڑے سے ان کی خاطر تواضع کرنا چاہتے ہیں۔ وہی فرشتے جب حضرت لوطؑ کے پاس گئے تو وہ اپنی قوم کے ارادہ بد کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور اپنے مہمانوں کی عزت کو خطرہ میں محسوس کرنے لگتے ہیں۔

جو غیب جانتا ہے اس کو کسی کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرنا نہیں پڑتے لیکن حضرت موسیٰ کو حکم ہوتا ہے کہ جاؤ حضرت خضر سے شرف تلمذ حاصل کرو چنانچہ وہ جاتے ہیں راستہ میں؛ ادراہ کی مچھلی گم ہو جاتی ہے لیکن ان کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے حضرت خضر علیہ السلام کے افعال و کردار پر لاعلمی کی وجہ سے تعجب ظاہر کرتے ہیں کوہ طور پر آگ لینے کیلئے جاتے ہیں اور وہاں اپنی لاٹھی سے ڈرنے لگتے ہیں اسی طور پر چلہ کشی کے لیے اپنے رفقا کے ہمراہ تشریف لاتے ہیں لیکن ادھر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میرے بھائی ہارون کی موجودگی میں لوگ بچھڑے کی عبادت شروع کر دینگے۔ سلیمان علیہ السلام کو دیکھیئے کیسے رعب و دبدبے کے آدمی جب پرندوں کی حاضری لی تو فرمایا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا پرندوں کی کثرت کی وجہ سے نہیں دکھائی دیتا یا واقعتاً غیر حاضر ہے اگر غیر حاضر ہے تو میں اس کو سخت سزا دونگا یا حلال ہی کر ڈالوں گا یا وہ ہمارے سامنے اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ پیش کرے اتنے میں ہدہد آن موجود ہوتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ مجھے آج ایک ایسی جگہ کا علم ہوا ہے جسکا آپ کو علم نہ تھا یعنی ایک شہر سبا جس پر ایک عورت حکومت کرتی ہے۔ حضرت سلیمان کا علم چونکہ محدود تھا اسلئے یقین نہیں کرتے فرماتے ہیں سننظر اصدقت ام کنت من الکاذبین (نمل) ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹ چنانچہ اسے خط لکھ کر بھیجتے ہیں اور اس کی صداقت اور کذب کا امتحان لیتے ہیں اگر آپ غیب داں ہوتے تو ہدہد کو کیوں تلاش کرتے اور اس کی غیر حاضری پر غصہ کیوں ہوتے اور سزائیں کیوں تجویز کی جاتیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھیئے یوسف علیہ السلام کنویں میں ڈالدئے جاتے ہیں مصر کے بازار میں فروخت ہوتے ہیں جیل کی سختیاں جھیلتے ہیں پھر وہاں سے رہا ہوتے ہیں اور اقتدار نصیب ہوتا ہے لیکن ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔

نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کیلئے بارگاہ خداوندی میں درخواست کرتے ہیں جس پر خدا کا عتاب نازل ہوتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ رب انی اعوذبک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم و الا تغفرلی و ترحمنی اکن من الخاسرین (ہود) اے میرے پروردگار میں ایسی جرأت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جس چیز کی حقیقت مجھے معلوم نہیں اس کی تجھ سے درخواست کروں اگر تو میرا قصور معاف نہ کریگا اور مجھ پر رحم نہ کریگا تو بالکل برباد ہو جاؤنگا۔ اگر یونس علیہ السلام کو علم ہوتا کہ سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ میں مقید ہونگے تو کیوں اپنی قوم سے بھاگ جاتے۔ عزیر علیہ السلام غیب داں ہوتے تو سو سال کے عرصہ کو ایک دن یا کم ایک دن سے کیوں بتاتے۔ خود آنحضورؐ کو دیکھیے بدر کے قیدیوں کو فدیہ لیکر خدا کے ارادہ کے خلاف چھوڑ دیا جس پر یہ آیت اتری ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرہ واللہ عزیز حکیم (انفال) نبی جب تک کافروں کو اچھی طرح مار نہ دے اس کے پاس قیدیوں کا رہنا مناسب نہیں۔ مسلمانو تم دنیا کے مال و متاع کو چاہتے ہو اور اللہ تم کو آخرت کی چیزیں دینا چاہتا ہے۔ اللہ زبردست تدبیر کرنیوالا ہے۔ اسی طرح دیکھیے اگر آپ غیب داں ہوتے تو کیوں

آپ غریب عبداللہ ابن مکتوم نابینا سے منشار خداوندی کے خلاف سردارانِ قریش کا خیال کر کے بے اعتنائی برتتے اور کیوں مورد عتاب خداوندی ہوتے۔ ایسا ہی آپ حضرت حفصہ کے کہنے پر شہد کو حرام کر لیتے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ کے ان منصوبوں سے ضرور آپ باخبر رہتے۔ سب سے بڑی شہادت حضورؐ کے عالم الغیب نہ ہونے کی واقعہ افک ہے۔ حضرت عائشہؓ پر بعض لوگ جھوٹی تہمت باندھتے ہیں جس سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا ہے بہت متفکر رہتے ہیں صحابہ سے مشورہ کرتے ہیں اور حضرت عائشہؓ سے فرماتے ہیں کہ اے عائشہؓ مجھے ایسی ایسی باتیں تیری طرف سے پہنچی ہیں اگر تو بری ہے تو اللہ تجھکو بری کر دیگا اور اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے تو استغفار کر اور اللہ کی جناب میں تائب ہو جا (بخاری) آپ کو اصل واقعہ کا علم نہ ہو سکا جب تک کہ سورۂ نور کے پورے دو رکوع نازل نہ ہو چکے۔ بعض لوگ اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ حضرت کو اس کا پورا علم تھا لیکن ظاہر کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ نعوذ باللہ کیا آپ صحابہ سے مشورہ کرتے وقت ان کو دھوکہ دے رہے تھے آپ تو ایک مومن کے ظاہر و باطن کی تفریق کو پسند نہیں فرماتے تھے چہ جائیکہ خدا آپ کو اس کی تعلیم دیتا۔ ان اللہ بری مما تصنعون۔ اس کے علاوہ مخالفین اور بھی دلائل اور تاویلات بیان کرتے ہیں جن کو میں ذیل میں جوابات کے ساتھ درج کرتا ہوں۔

بعض لوگ آیت وعلمك مالم تكن تعلم (نساء) سے دلیل پکڑتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے سب علم غیب رسول اکرمؐ کو دیدیا تھا کیونکہ آیت کے معنی ہیں "جو چیز" تو نہیں جانتا تھا اس کا علم ہمنے تجھے دیدیا اور "جو چیز" سب اشیاء پر حاوی ہے، علم غیب بھی اس میں شامل ہے تو اوّلاً تو یہ علم غیب ہی نہیں، کیونکہ اللہ کے بتانے اور سکھانے سے حاصل ہوا، اور علم غیب وہ ہے جو بغیر کسی علامت و دلالت کے معلوم ہو اور اگر بالفرض اسی طرز استدلال سے علم غیب آپ کیلئے ثابت کیا جائے گا تو پھر یہی کلمات دوسروں کے حق میں بھی قرآن شریف میں آئے ہیں اس طرح وہ بھی غیب دان ٹھیرتے ہیں یہودیوں کے بارے میں ارشاد ہے وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا آباءكم (انعام) اور تم کو وہ سب کچھ سکھایا جسکو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ اور نہ تمہارے دادا۔ دیکھیے یہودیوں کے متعلق بھی وہی "ما" کا کلمہ استعمال کیا گیا ہے جو آنحضورؐ کے حق میں وارد ہوا ہے تو تمہارے نزدیک نعوذ باللہ یہود بھی غیب دان ٹھیرے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے علم الانسان مالم يعلم اللہ نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں اگر پہلی آیت کا وہی مطلب ہے جو تم نے سمجھا تو بتائیے اس آیت سے تو سب انسان غیب دان ہوئے جاتے ہیں۔ بلکہ آیت مالم تكن تعلم کا مطلب یہ ہے کہ آپ جن احکامات شرع اوامر و نواہی قصص و امثال کو نبوت کے ملنے سے پہلے نہیں جانتے تھے ان سے آپ کو واقف کر دیا گیا . . . . بعض لوگ آیت ويكون الرسول عليكم شهيدا سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول گواہ تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ہر حال کا واقف ہو، اسکے بغیر گواہ کیسے بن سکتا ہے اگر رسول پر شہید کے لفظ کے اطلاق ہونے سے آپ غیب داں ٹھیرا ہے ہیں تو ذرا اس سے پہلے کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے لتكونوا شهداء على الناس، تاکہ تم لوگ لوگوں پر گواہ ہو جاؤ تو اس سے کہو کہ سب امت والے غیب دان ہیں؟ نہیں بلکہ یہ قیامت کے بارے میں ہے جس کی تفصیل دوسرے مقامات پر موجود ہے۔ اسی طرح آپ کی پیشین گوئیوں سے علم غیب پر استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان سب کا علم آپ کو وحی و الہام کے ذریعہ ہوا تھا جس نے انکو علم غیب کی تعریف سے نکال دیا۔ بعض آیۃ عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا۔ (جن) سے استدلال کرتے ہیں جو کہ صریحاً غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ کلمہ "فلا یظہر" کو دیکھیے جب اللہ نے ظاہر کر دیا تو غیب کہاں رہا۔ اور اسی قسم کے چند استدلالات ہیں جو ان سے بھی زیادہ رکیک ہیں۔ میں ان کو بخوف طوالت نظر انداز کیے دیتا ہوں اور بفحوائے "عقلمنداں را اشارہ کافیست" ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ اب آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ غیب کا علم سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ✝